Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ :- الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

105

روزنامہ

الفضل لاہور

فی پرچہ ۱۰ /

یوم الاتوار ۲۱ شعبان ۱۳۷۳ ہجری

جلد ۴۳/۸ | ۲۵ شہادت ۱۳۳۳ ہش - ۲۵ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۵

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

احباب اپنے پیارے آقا کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۲۳ اپریل (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:-

"کل حضور کو پھر ہلکی حرارت ہوگئی۔ ٹمپریچر ۹۹ء۸ تک رہا۔ زخم کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے۔ پیشاب میں شکر کے آثار بھی اب نہیں ہیں۔"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

نئی دہلی ۲۴ اپریل۔ ہندوستان کی ایک مشہور معاشرتی کارکن مس سارا بائی نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے حکام یا تو اس امر کی تردید کریں۔ کہ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ نے بیرونی طاقتوں سے سازش کی تھی۔ یا پھر اس کا فیصلہ کسی عدالت پر چھوڑ دیں۔

پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان اسلام اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے عام دلچسپی کے معاملات پر کامل اتفاق رہا ہے (محمد علی)

شاہ سعود پاکستان میں دس روز قیام کرنے کے بعد بحری جہاز کے ذریعہ جدہ روانہ ہو گئے

کراچی ۲۴ اپریل۔ وزیر اعظم جناب محمد علی نے کہا ہے۔ کہ والئ نجد و حجاز شاہ سعود بن عبد العزیز کے دوران قیام میں ہمیں نہ صرف فوری اور مشترکہ دلچسپی کے معاملات پر غور کرنے کا موقع ملا۔ بلکہ ہم نے ان سے اسلام اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے عام دلچسپی کے معاملات پر بھی گفتگو کی۔ اور ہمیں ان معاملات پر شاہ موصوف کی پختہ رائے معلوم کرکے مسرت ہوئی۔ ان سب معاملات کے بارے میں ہمارے اور شاہ موصوف کے درمیان کامل اتفاق رہا۔ آج پاکستان کی حکومت اور عوام کی طرف سے وزیر اعظم نے ایک خاص پیغام میں کہا۔ اگرچہ شاہ سعود کا پاکستان میں قیام مختصر رہا۔ لیکن یہ ہمارے لئے انتہائی مسرت اور عزت افزائی کا باعث ہوا ہے جب شاہ موصوف نے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی۔ یہاں کے عوام کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اور آپ کی سادگی خلوص اور محبت کی وجہ سے ہر طبقہ کے لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ کے بیش بہا تحائف اور وہ جذبہ جس کے تحت یہ تحائف دیئے گئے ہیں۔ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ آپ کو اہل پاکستان کے ساتھ بڑی انسیت اور ہمدردی ہے۔ آپ پاکستان سے رخصت ہوتے وقت بڑی مشفقانہ یادیں چھوڑ کر اور ہماری دلی دعائیں لے کر جا رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے محفوظ و مامون رکھے۔ اور آپ کا سفر آرام سے گزرے ۔۔۔ پاکستان میں دس روز قیام کرنے کے بعد شاہ سعود آج شام اپنے خاص بحری جہاز کے ذریعہ جدہ روانہ ہوگئے۔ آپ کو نہایت پرتپاک طریقے پر رخصت کیا گیا۔ آپ گورنر جنرل جناب غلام محمد کے ہمراہ شاہانہ جلوس کی شکل میں گورنر جنرل ہاؤس سے ویسٹ وہارف تشریف لے گئے۔ تمام راستہ سجا ہوا تھا۔ اور لوگ آپ کو الوداع کہنے کے لئے راستے کے دونوں طرف جوق در جوق کھڑے ہوئے تھے۔ نیز دو رویہ پاکستانی فوج کے مسلح جوان بھی ایستادہ تھے۔ جب آپ ویسٹ وہارف پہنچے۔ تو بحری۔ بری اور فضائی فوجی دستوں نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ جس کا معائنہ کرنے کے بعد آپ وزیر اعظم جناب محمد علی مرکزی کابینہ کے وزراء گورنر سندھ اور کراچی کے ممتاز شہریوں سے رخصت ہوئے گورنر جنرل جناب غلام محمد جہاز کے زینہ تک آپ کے ساتھ گئے اور وہاں گورنر جنرل سے بغلگیر ہونے کے بعد آپ جہاز میں سوار ہو گئے۔ فوجی دستوں نے باواز بلند نعرے لگا کر آپ کو الوداع کہا۔ عرشۂ جہاز سے ہاتھ ہلا کر آپ نے الوداع کا جواب دیا۔

جہاز کے روانہ ہوتے ہی ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی۔ پاکستانی بحری بیڑے کے دو جہاز شاہی جہاز کے ساتھ گئے ہیں۔ جو ڈیڑھ سو میل تک ساتھ رہیں گے۔ پاکستان میں قیام کا آج آپ کا دسواں اور آخری دن تھا۔ آج صبح آپ کو ایک نہایت پرشکوہ تقریب میں میئر آف کراچی کی طرف سے حقوق شہریت پیش کئے گئے۔ اس کے بعد ایک خاص کنووکیشن میں کراچی یونیورسٹی نے آپ کی خدمت میں ڈاکٹر آف لاء کی اعزازی ڈگری پیش کی۔ دوپہر کے کھانے کے وقت مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ جناب فضل الحق اور ان کی کابینہ کے دوسرے وزیروں نے آپ سے ملاقات کی۔ اس تقریب میں جناب حسین شہید سہروردی اور متحدہ محاذ کے بعض ممتاز کارکن بھی موجود تھے۔ مشرقی بنگال کے وزیر جناب اشرف الدین چودھری نے مشرقی بنگال کے لوگوں کی طرف سے ٭

سوڈان کے مسئلہ پر مصر اور برطانیہ کے درمیان پھر تنازعہ پیدا ہو گیا

قاہرہ ۲۴ اپریل۔ قومی رہنمائی کے وزیر میجر صلاح سالم نے کہا ہے۔ کہ سوڈان کے مسئلے پر برطانیہ اور مصر کے درمیان پھر سخت تنازعہ پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گزشتہ سال سمجھوتہ طے ہونے سے قبل جو حالت تھی۔ موجودہ حالت اس سے کم نہیں ہے۔ یہ تنازعہ سوڈان کمیشن میں ایک نئے ممبر کی نامزدگی پر پیدا ہوا ہے۔ میجر سالم نے اعلان کیا ہے۔ کہ مصر جد و جہد آزادی میں اہل سوڈان کا پورا پورا ساتھ دے گا۔

صوبائی وزراء اعلیٰ اور مرکزی وزراء کی کانفرنس

کراچی ۲۴ اپریل۔ آج کراچی میں صوبوں اور ریاستوں کے وزراء اعلیٰ کی کانفرنس شروع ہوئی۔ وزیر اعظم جناب محمد علی نے صدارت کی۔ مرکزی حکومت کے وزراء بھی کانفرنس میں موجود تھے۔ آج کا اجلاس تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس کل صبح پھر ہوگا۔

دہلی میں فرقہ وارانہ فساد

نئی دہلی ۲۴ اپریل۔ ایک اطلاع کے مطابق کل دہلی میں فرقہ وارانہ فساد ہوگیا۔ جس میں آٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ تین اشخاص کو نہایت نازک حالت میں ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اب تک ۱۲ گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔

"میں پاکستان میں اسلامی اخوت کے مظاہرے سے بہت متاثر ہوا ہوں" (شاہ سعود)

کراچی ۲۴ اپریل۔ شاہ سعود بن عبد العزیز نے آج میئر آف کراچی کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ میں پاکستان میں اسلامی اخوت کے مظاہرے سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس کی یاد میرے ذہن میں ہمیشہ تازہ رہے گی۔ آپ نے مزید فرمایا۔ خلوص و محبت کے اس اظہار سے دونوں ملکوں کے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات اور زیادہ مضبوط ہوں گے۔ اور میں خود بھی انہیں اور زیادہ مضبوط بنانے میں کسی کوشش اور قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ اسلامی دنیا میں پاکستان کا اثر سال بہ سال بڑھتا جائے گا۔ اور ایک دن آئے گا۔ کہ سارے اسلامی ملک پوری طرح متحد ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا پاکستان سے رخصت ہوتے وقت یوں محسوس ہو رہا ہے۔ کہ گویا میں سالہا سال رہنے کے بعد اپنے وطن سے رخصت ہو رہا ہوں۔

ڈھاکہ ۲۴ اپریل۔ مشرقی بنگال عوامی لیگ کے صدر مولانا بھاشانی نے پاکستان کے دونوں حصوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنے پر زور دیا ہے۔ وہ کل یہاں غیر مسلم لیگی کارکنوں کی دو روزہ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کارکنوں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ رشوت ستانی، چور بازاری اور اسی قسم کی دوسری معاشرتی برائیوں کے خلاف پورے عزم کے ساتھ جنگ کریں۔

ترکی میں ۲ مئی سے عام انتخابات شروع ہو رہے ہیں

قریباً ۸۰ لاکھ رائے دہندگان نیشنل اسمبلی کے ۵۴۱ نمائندے منتخب کریں گے

انقرہ ۲۴ اپریل۔ آئندہ ماہ کی ۲ تاریخ سے ترکی میں عام انتخابات شروع ہو رہے ہیں۔ وہاں قریباً ۸۰ لاکھ ووٹرز نیشنل اسمبلی کے ۵۴۱ نمائندے منتخب کریں گے۔ آئین کی رو سے اسمبلی کی میعاد چار سال ہوگی۔ نئی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں صدر کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ ملک کی چار بڑی بڑی پارٹیاں داخلی مسئلوں پر الیکشن لڑیں گی۔

٭ آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس کے جواب میں آپ نے وہاں کے لوگوں کا دلی شکریہ ادا فرمایا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتظام پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اسسٹنٹ :- روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نماز کے بعد ذکر الٰہی کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال جاء الفقراء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ذھب اھل الدثور من الاموال بالدرجات العلی والنعیم المقیم یصلون کما نصلی ویصومون کما نصوم ولھم فضل من اموال یحجون بھا ویعتمرون ویجاھدون ویتصدقون قال الا احدثکم بما ان اخذتم ادرکتم من سبقکم ولم یدرککم احد بعدکم وکنتم خیر من انتم بین ظھرانیہ الا من عمل مثلہ۔ تسبحون وتحمدون وتکبرون خلف کل صلوٰۃ ثلاثاً وثلاثین (صحیح بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ غریب لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ امیر لوگ اپنے مالوں کی وجہ سے ثواب کے اعلےٰ درجے لے گئے۔ اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے وارث ہو گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں۔ اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں۔ اور ان کو مالوں کی وجہ سے ہم پر یہ فضیلت ہے کہ وہ حج کرتے ہیں اور عمرے کرتے ہیں۔ اور جہاد کرتے ہیں۔ اور صدقہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں کہ اگر تم اسے اختیار کرو۔ تو تم اپنے سے آگے بڑھنے والوں کے ساتھ مل جاؤ گے۔ اور تمہارے بعد آنیوالے تمہیں نہیں مل سکیں گے اور جن لوگوں کے درمیان تم ہو گے۔ ان سے تم بہتر ہو گے۔ سوائے ایسے شخص کے کہ وہ بھی یہ کام کرے۔ تم ہر ایک نماز کے بعد ۳۳۔ ۳۳ بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصلاح فرمائی وہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہمارے نبی اکرمؐ کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں۔ اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جاوے۔ تو صرف آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے۔ جب آپؐ آئے۔ پھر اس حالت کو دیکھے جو آپ چھوڑ گئے۔ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا۔ اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں۔ لیکن ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار خدا تعالےٰ کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپ ہی کی تعلیم سے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد کا پتہ لگا۔ اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی۔ اور قرآن شریف اس کی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔ غرض قرآن شریف نے جس قدر تقویٰ کی راہیں بتلائیں۔ اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل، عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستے ہر طبقہ کے سوالات کا جواب غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک صحیفہ قدرت تھا۔ جیسے کہ فرمایا:۔ فیھا کتب قیمۃ (پ ۳۰) یہ وہ صحیفے ہیں۔ جن میں کل سچائیاں ہیں۔ یہ کیسی مبارک کتاب ہے۔ کہ اس میں سب سامان اعلےٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں"۔ (ملفوظات)

اعلان برائے لجنات اماء اللہ

ماہ رمضان میں تعلیم القرآن کلاس ہر سال کھولی جاتی تھی۔ لیکن اس سال بعض مجبوریوں کیوجہ سے یہ کلاس ماہ رمضان میں نہ کھل سکے گی۔ تمام لجنات اسبات کو نوٹ کر لیں۔

(جنرل سیکرٹری شعبہ تعلیم و تربیت ربوہ)

تقرر امراء جماعتہائے احمدیہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم مندرجہ احباب کو حسب ذیل جماعتوں کے لئے تا اپریل ۱۹۵۲ء امیر منظور فرمایا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں

نام امیر و نائب امیر	نام جماعت
قاضی محمد یوسف صاحب	امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد
چوہدری عزیز اللہ صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت ہائے احمدیہ برائے تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ
قاضی ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر	" " " حافظ آباد "
مولوی غلام مصطفےٰ صاحب	" " " گوجرانوالہ و نائب امیر "
بابو فضل احمد صاحب	امیر حلقہ بھوپال والا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
چوہدری بشیر احمد صاحب	امیر جماعتہائے احمدیہ حلقہ داتہ زید کا تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔
مولوی عبد الحفیظ صاحب	نائب امیر پراونشل انجمن احمدیہ بخشی بازار ڈھاکہ
مرزا عبد المجید صاحب	امیر جماعت احمدیہ پشاور شہر
میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی
مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ سرگودہا
میاں غلام محمد صاحب صراف	امیر جماعت احمدیہ بیدوالہ۔ ضلع شیخوپورہ
بابو قاسم الدین صاحب	امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ
مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ پنجاب
چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ
مولوی نور محمد صاحب پنشنر	امیر جماعت احمدیہ علی پور۔ ضلع مظفر گڑھ
ملک عبد الرحیم صاحب	امیر جماعت احمدیہ قصور ضلع لاہور
ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب	امیر جماعت احمدیہ کیمل پور
چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب	امیر جماعت احمدیہ کراچی
میاں بشیر احمد صاحب ایم اے	امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ
ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ گجرات
میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ
شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ لائل پور
چوہدری عبد الرحمٰن صاحب	امیر جماعت احمدیہ ملتان
شیخ منور حسین صاحب پلیڈر	امیر جماعت احمدیہ منڈی بہاء الدین ضلع گجرات
چوہدری محمد شریف صاحب	امیر جماعت احمدیہ منٹگمری
بابو عبد الغنی صاحب	امیر جماعت احمدیہ محمود آباد ضلع جہلم
قاضی محمد یوسف صاحب	امیر جماعت احمدیہ مردان (صوبہ سرحد)
میاں شہاب الدین صاحب	نائب امیر جماعت احمدیہ مردان
مرزا غلام حیدر صاحب بی اے ایڈووکیٹ	امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی

(ایڈیشنل ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں

پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب پھر توجہ دلائی جا رہی ہے کہ ماہانہ رپورٹوں کی ترسیل میں کافی کمی ہو گئی ہے۔ جو کسی طرح بھی خوشکن نہیں۔ ہر مجلس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کارگذاری کی ماہانہ رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر مرکزیہ میں بھجوایا دیا کریں۔ کیونکہ مجالس کی رپورٹ کا خلاصہ مرتب کر کے اشاعت کے لئے بھجوانا ہوتا ہے۔ تاکہ دوسری مجالس کو بھی کام کرنے کی تحریک پیدا ہو۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۵۲ء

طریق کار

کراچی کی خبر ہے۔ کہ

"آج یہاں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے اس فیصلہ کے خلاف مکمل ہڑتال کی گئی۔ کہ اردو کے ساتھ بنگالی کو بھی سرکاری زبان بنایا جائے۔ اس سلسلہ میں تقریباً ۵ ہزار اردو کے حامیوں نے ڈاکٹر عبدالحق کی قیادت میں ایک جلوس نکالا۔ جو شہر کی مختلف سڑکوں پر سے ہوتا ہوا مجلس دستور ساز کی عمارت کے سامنے جا کر ٹھہر گیا۔ مظاہرین عمارت کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ اسی دوران میں ڈاکٹر عبدالحق کو وزیر اعظم سے بات چیت کرنے کی اجازت مل گئی۔ وہ بات چیت کرنے میں مصروف تھے۔ کہ متعدد مقررین نے مظاہرین کے سامنے تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ مظاہرین نے اردو کے حق میں نعرے لگائے۔ جلوس کے آگے آگے پچاس خواتین بھی تھیں۔ اکثر مظاہرین نے بازوؤں پر کالے بلے لگائے ہوئے اور کالی جھنڈیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بڑے بڑے پلیکرڈ بھی جن پر اردو کے حق میں نعرے لکھے ہوئے اٹھا رکھے تھے۔

تقریباً چار بج کر پینتالیس منٹ پر مولوی عبدالحق دستور ساز اسمبلی کی بالکونی پر نمودار ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ لسانی کمیٹی نے ابھی تک آخری فیصلہ نہیں کیا۔ کل کے اجلاس میں جو اس بارے میں منعقد ہوگا۔ مولوی عبدالحق اور انجمن ترقی اردو کے ارکان بھی حصہ لے سکیں گے۔ اس اعلان پر خوشی سے تالیاں بجائیں۔ مولوی عبدالحق نے اپیل کی۔ کہ لوگ پر امن طور پر منتشر ہو جائیں۔ آج شہر میں مولوی عبدالحق کے مطالبہ پر مکمل ہڑتال کی گئی۔ گاڑیوں پر خشت باری کی گئی۔ تعلیمی اداروں پر پکٹنگ کیا گیا۔ یونیورسٹی کو امتحانات ملتوی کرنا پڑے۔"

اس خبر کو پڑھ کر دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان کے حقیقی بہی خواہ سوا اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس سب سے بڑی اسلامی مملکت میں جس کا آئین دستور قرآن و سنت کے مطابق وضع کیا جا رہا ہے ہم زبان کے ایک معمولی مسئلہ کو بھی بغیر مظاہروں۔ جلوسوں نعروں اور مستورات کی نمائش۔ خشت باری اور پکٹنگ کے بغیر حل نہیں کر سکتے۔

یہ ہم مان لیتے ہیں کہ اردو گو پاکستان کے کسی صوبہ۔ کسی علاقہ کی مادری زبان نہیں۔ مگر اس کے باوجود تمام صوبوں میں بیش و کم بولی لکھی۔ پڑھی اور سمجھی جاتی ہے۔ پاکستان کی واحد سرکاری زبان ہونا چاہیئے۔ مگر ہم کو اس بات پر حیرت ہے۔ کہ اگر بعض اہم مصالح کے پیش نظر اس کے ساتھ ایک بہت بڑے صوبے کی زبان بنگلہ کو بھی جس کا مطالبہ پاکستان کے اس صوبہ کے عوام کر رہے ہیں۔ سرکاری زبان بنانا پاکستان کے ارباب حل و عقد مناسب خیال کرتے ہیں۔ تو اس فیصلہ کے خلاف ایسی غیر آئینی سرگرمیوں کا مظاہرہ کرنا جن کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ کہاں تک اظہار دانشمندی پر دال کرتا ہے۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مادی لحاظ سے وحدت زبان بھی ملک کی سالمیت کے لئے ایک نہایت اہم عنصر ہے۔ اور پاکستان ایسی مملکت میں وحدت زبان کی خواہش غیر مفید اور غیر فطری نہیں ہے۔ لیکن ایسی تحریک بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کوئی زیادہ مقدس تحریک بھی خواہ وہ ملک و قوم کے لئے کتنی مفید کیوں نہ ہو ہمیں قرآن و سنت اجازت نہیں دیتے۔ کہ ہم اس کو کامیاب بنانے کے لئے ایسے طریق کار اختیار کریں۔ جو اکثر بلکہ اغلباً فتنہ و فساد پر منتج ہوتے ہیں۔ اسلام ہر ایسے طریق کار کی کھلی کھلی مذمت کرتا ہے جو آئینی حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ جلوسوں ہڑتالوں۔ مظاہروں۔ اور نعرہ بازی سے عوام کے جذبات کو بھڑکا کر ارباب حکومت کو مرعوب کرنے کا طریق جس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ وابستہ ہوتا ہے۔ اسلام میں جائز نہیں اور ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کا اردو کی حمایت کے لئے ایسے طریق کار کو اختیار کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام کسی ایسے مطالبہ کو پسند نہیں کرتا۔ جو دلائل سے نہیں بلکہ اندھے زور کے بل پر منوایا جائے۔ اس لئے مولوی عبدالحق کا آخر میں دستور ساز اسمبلی میں کھڑے ہو کر مظاہرین کو پر امن طور سے منتشر ہونے کی تلقین کچھ معنی نہیں رکھتی۔ جبکہ مولوی صاحب نے خود ان لوگوں کو مظاہروں کے لئے جمع کیا۔ اور لوگوں سے ہڑتال کرنے کا مطالبہ کیا۔

قابل غور سوال یہ ہے۔ کہ ایسے فعل سے مولوی صاحب نے پاکستان کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اور اس کے مقابلہ میں کتنا نقصان کیا؟ انہوں نے فائدہ تو صرف یہ حاصل کیا۔ کہ ان کو اور انجمن ترقی اردو کو بحث میں موجود ہونے کا موقع مل گیا۔ بلکہ ہم یہ بھی مان لیتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے دلائل پیش کرنے کی اجازت بھی حاصل ہو جائیگی۔ مگر کیا یہ فائدہ کسی اور طریق سے جو آئینی ہوتا ان کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا؟ مگر ہڑتال جلوس خشت باری اور پکٹنگ سے جہاں ملک میں فساد کا اندیشہ ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ وہاں عوام کا وقت اور مال جو ضائع ہوا ہے۔ اس کی تلافی کس طرح ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے جو خدمات اردو کی سر انجام دی ہیں۔ ان کا اعتراف نہ کرنا ناشکری میں داخل ہوگا۔ اور انہیں اردو سے جو محبت ہے۔ اور اس کو پاکستان کی واحد سرکاری بنانے کی جو ان کے دل میں تڑپ ہے۔ وہ نہایت قابل قدر اور لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ مگر انہوں نے جو اب رویہ اپنا مطالبات منوانے کے لئے اختیار کیا ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے قیام و استحکام کے منافی ہے۔ ہم اس کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ یا اور لوگ جو اردو کے حامی ہیں۔ ایسے رویہ سے آئندہ پرہیز کریں گے۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ جس طرح کے مظاہرے مغربی پاکستان میں اردو کی حمایت میں کئے جائیں گے۔ ان کا جواب مشرقی پاکستان میں بھی انہی سکوں میں دیا جائیگا۔ جس سے پاکستان کے دونوں حصوں میں خواہ مخواہ بے چینی بلکہ بد امنی پیدا ہوگی۔ جو خاص کر موجودہ وقت میں ملک و قوم کے لئے سخت ضرر رساں ثابت ہوگی۔

رمضان المبارک میں درس القرآن کا انتظام ضرور کیا جائے

رمضان المبارک قریب آرہا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں تمام احباب کو زیادہ سے زیادہ تقویٰ محبت الٰہی۔ عبادت اور قرآن کریم کی درس و تدریس پر بہت زیادہ زور دیکر روحانیت میں ترقی کرنا چاہیئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک قادیان اور ربوہ میں اجتماعی طور پر قرآن کریم کا درس ہوتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ پھر مرکز کی مسجد مبارک ربوہ میں اجتماعی درس چار بجے شام سے لے کر ساڑھے پانچ بجے شام تک ہوا کرے گا۔ چونکہ بیرونی جماعتوں کے دوست اپنے مخصوص حالات کی بنا پر مرکز میں ہونے والے درس میں شمولیت اختیار نہیں کر سکتے۔ لہذا انہیں چاہیئے۔ کہ وہ بھی مقامی طور پر اپنے ہاں قرآن کریم کے درس کا انتظام کریں۔ درس سے اصل غرض مجموعی لحاظ سے قرآن کریم کی تلاوت اور عام فہم ترجمہ کا اعادہ ہونا چاہیئے۔ جماعتوں کے اہل علم احباب کو چاہیئے۔ کہ اجتماعی طور پر قرآن کریم کے درس کا انتظام کریں۔ اور جو جماعتیں قلیل تعداد میں ہوں۔ یا ان میں قرآن کریم کا زیادہ علم رکھنے والے دوست نہ ہوں۔ تو انہیں بھی اس ثواب میں شریک ہو کر قرآن کریم کی برکات سے مستفید ہونا چاہیئے۔ ایسی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے میں سے کسی اردو دان کو مقرر کر لیں۔ جو انہیں قرآن کریم مترجم سے ترجمہ پڑھ کر سنا دے۔ اور اس طرح روزانہ کم سے کم وقت میں ایک پارہ یا کم و بیش حسب حالات ترجمہ سنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ اس دفعہ بھی روزے گرمی کے موسم میں آرہے ہیں۔ لہذا درس دینے والوں پر وقت کا خیال اور پابندی ضروری ہے۔ درس پر زیادہ سے زیادہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ہی صرف ہونا چاہیئے۔ اس سے زیادہ وقت سامعین کے لئے ملال کا موجب بن سکتا ہے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بھی مبلغین کے نام یہ ہدایت جاری ہو چکی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مرکز میں قرآن پاک کے درس کا انتظام کریں۔ لہذا سیکرٹریان تعلیم و تربیت امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کا فرض ہے۔ کہ وہ مبلغین کرام سے تعاون فرما کر زیادہ سے زیادہ دوستوں کو درس میں شامل کرنے کی کوشش فرماویں۔ اے خدا تو ہمیں قرآن کریم کی برکات سے متمتع فرما۔ اللّٰھم آمین۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) ان ایام میں کالج کے طلباء امتحانات دے رہے ہیں۔ میرا لڑکا صلاح الدین شمس بھی بی۔ ایس۔ سی کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب سے سب طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار جلال الدین شمس۔

(۲) میری بھتیجی خالدہ پروین شدید بیمار ہے۔ اور حالت تشویشناک ہے۔ احباب دردِ دل سے اسکی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ مستری محمد شریف قلعہ لچھمن سنگھ لاہور

(۳) مکرم مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت کی اہلیہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور لاہور میں الحی سرسبستا(؟) زیر علاج ہیں۔ پہلے کی نسبت اب افاقہ ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ

جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطاب

اپنی تمام استعدادوں کو اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں لگا کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو

"تکلیفیں اور ابتلاء عارضی چیزیں ہیں جو الٰہی جماعتوں کیلئے لازمی اور ضروری ہوتی ہیں"

کارروائی مجلس مشاورت ۱۸ اپریل ۵۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

آج نو بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز باوجود علالت طبع کے مجلس مشاورت میں رونق افروز ہوئے اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے نمائندگان سے خطاب فرمایا۔ اور مختلف امور کے متعلق احباب کی رہنمائی فرماتے ہوئے انہیں اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

آج کی کارروائی بھی حسب معمول تلاوت قرآن مجید سے شروع کی گئی۔ جو انڈونیشین نوجوان صالح الشبیبی صاحب نے کی۔ حضور کے ارشادات کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ پرسوں تھوڑی دیر کے لئے یہاں آنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے میری صحت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ اسی لئے میں کل شوریٰ کے اجلاس میں نہیں آیا۔ لیکن آج باوجود تکلیف کے میں اس خیال سے یہاں آ گیا ہوں۔ کہ دوست باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور نہ معلوم پھر انہیں ملاقات کا موقع ملے یا نہ ملے۔ اس وقت میں تھوڑی دیر کے بعد واپس چلا جاؤں گا۔ اور پھر جب شوریٰ کی کارروائی ختم ہو جائیگی۔ تو دعا میں شمولیت کے لئے میں پھر آنے کی کوشش کروں گا۔

صحت بحال ہونے کی رفتار

حضور نے اپنی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

معلوم ہوتا ہے۔ میری طبیعت کی خرابی کے متعلق دوستوں کو ایک قسم کی غلط فہمی ہے۔ بظاہر زخم مندمل ہو گیا ہے۔ اور جو لوگ علم طب سے واقف نہیں۔ وہ اس کے معنے صحت سمجھتے ہیں۔ لیکن تھوڑے سے تدبر سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ محض زخم کا مندمل ہو جانا صحت کی علامت نہیں ہوتی۔ ایک شخص جس کی عمر شمسی لحاظ سے ۶۵ سال ہو چکی ہو۔ اور قمری حساب سے اس سے بھی زیادہ ہو۔ اس کے جسم سے قریباً سارے خون کا نکل جانا اپنی ذات میں زخم سے زیادہ خطرناک امر ہے۔ پھر آگے بیماری [illegible] ہے۔ وہ بھی صحت

کی بحالی میں روک ہیں۔ مثلاً خون پیدا کرنے کے لئے میٹھے کا استعمال بہت مفید ہے۔ لیکن پیشاب میں شکر آنے کی وجہ سے میں اب میٹھا نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ یہ شکر کے لئے بہت مضر ہے۔ اسی طرح طاقت کی بحالی کے لئے گوشت مفید ہوتا ہے۔ لیکن نقرس کی وجہ سے میں وہ بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ پھر روٹی کھانے سے بھی مجھے روکا گیا ہے۔ باقی جو چیزیں مثلاً ترکاری وغیرہ رہ جاتی ہیں۔ وہ نہ طاقت کی بحالی کے لئے زیادہ مفید ہیں۔ اور نہ انہیں زیادہ عرصہ تک رغبت سے کھایا ہی جا سکتا ہے۔ گویا طاقت پیدا کرنے کے لئے جن چیزوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ انہیں دیگر بیماریوں کی وجہ سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں خود ظاہر ہے۔ کہ طاقت بحال ہونے کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔

ڈاکٹروں کی رائے میں زخم کے ٹانکے تو دس دن میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اور زخم کا جو حصہ نلکی لگانے کے لئے چھوڑا جائے۔ وہ ۲۲ دن میں مندمل ہو جاتا ہے۔ لیکن زخم کے اندرونی حصہ کے اچھا ہونے میں کافی دیر لگتی ہے۔ اور اس کے لئے ڈاکٹری اندازہ تین ساڑھے تین مہینوں کا ہے۔

پس دوستوں کو یہ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ کہ زخم کے مندمل ہوتے ہی میں خلافت کے تمام بوجھ اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔

اپنے فرائض کو ادا کر کے اللہ تعالےٰ سے مدد کی توقع کرو

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعض اور اہم امور کی طرف احباب کو توجہ دلاتے ہوئے انہیں نصیحت فرمائی۔ کہ وہ ہوشیار اور چوکس رہتے ہوئے اپنے فرائض کو ادا کریں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ ہمارے کام خدا تعالیٰ نے ہی کرنے ہیں۔ لیکن آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے بندے کو تو کہے کہ تو آرام سے بیٹھ جا۔ اور خود اس کے تمام کام کر دے۔ حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تمام انبیاءؑ کی زندگیاں ہمیں یہی سبق دیتی ہیں۔ کہ پہلے اپنی تمام استعدادوں کو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں لگا دو۔ اور پھر جو کسر باقی رہ جائے

اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت چلی آئی ہے۔ کہ پہلے وہ بندوں سے امید رکھتا ہے۔ کہ وہ پوری محنت اور ہمت سے کام کر کے تمام رخنوں کو بند کریں۔ اور پھر جو کسر رہ جاتی ہے۔ اسے پورا کرنے کا وہ آپ ذمہ لیتا ہے۔ اگر تم خود اپنی سستی اور کوتاہی سے رخنہ پیدا کرو۔ تو اس کے ذمہ وار تم خود ہی ہو۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ۔

اسلام ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے

حضور نے فرمایا۔ اسلام محض چند اعمال کر لینے یا نماز پڑھ لینے یا روزہ رکھنے کا نام نہیں اسلام نام ہے ذہنیت کو کلی طور پر بدل لینے کا محض اعمال سے کامیابی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اس کے پیچھے جو ذہنیت کارفرما ہے۔ اس کی اصلاح نہ ہو۔ میں دیکھتا ہوں۔ ابھی ذہنیت کی یہ تبدیلی جماعت میں پوری طرح پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں اخلاص ہے۔ قربانی کا مادہ ہے۔ لیکن یہ احساس نہیں۔ کہ یہ قربانی کس رنگ میں اور کس شکل میں کرنی چاہیئے۔ اور یہ احساس ذہنیت کی تبدیلی اور دل کی اصلاح ہی سے پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اپنی ذہنیت کو تبدیل کرو۔ اور اپنے دلوں کی اصلاح کرو۔ اور اپنے آپ کو کلی طور پر خدا تعالےٰ کے سپرد کر دو۔ جب تم خدا تعالیٰ کی گود میں ہو گے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

باقی رہیں تکلیفیں اور ابتلاء۔ سو یہ عارضی چیزیں ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کے لئے یہ لازمی اور ضروری ہوتی ہیں۔ انہیں کبھی بھی اپنے لئے سزا نہ سمجھو۔ بلکہ انعام سمجھو۔ یہ تکلیفیں جماعت کے لئے اعزاز کا موجب ہوں گی۔ نہ کہ نقصان کا۔

آخر میں حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ آئندہ مجلس شوریٰ تین دن کی بجائے چار دن ہوا کرے گی۔ اور جمعرات کو شروع ہو کر اتوار کو ختم ہو جایا کریگی۔

سب کمیٹی نظارت علیا کی رپورٹ

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے تشریف لے جانے کے بعد شوریٰ کی کارروائی جاری رہی۔ اور مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم نے سب کمیٹی نظارت علیا و دعوت و تبلیغ کی رپورٹ پیش فرمائی۔ جس کے بعد سب کمیٹی کی سفارشات پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ بابو شمس الدین صاحب پشاور و مکرم اختر صاحب نمائندہ لجنہ اماء اللہ اور خادم صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ اور مندرجہ ذیل تجاویز متفقہ طور پر یا بکثرت رائے سے پاس ہوئیں:۔

(۱) صوبائی امراء کا انتخاب صرف امرائے ضلع ہی سے ہوا کرے گا۔ اور اس انتخاب میں صرف امرائے ضلع ہی شامل ہوا کریں گے۔

(۲) ۱۹۰۰ء کے قبل کے صحابہ تو شامل ہوں گے ہی مگر ۱۹۰۰ء کے بعد کے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ۱۵ کو مشاورت میں نمائندگی دینے کے متعلق یہ قرار پایا۔ کہ ۱۹۰۰ء کے بعد کے تمام صحابہ کی فہرست تاریخ بیعت کے لحاظ سے بنائی جائے۔ اور ان میں سے پہلے پندرہ پہلے سال اور آئندہ ہر سال میں اسی طرح اگلے پندرہ صحابہ لئے جائیں۔ اور یہ طریق کار اسی طرح جاری رہے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ کی فہرست ختم ہو جائے۔ اور پھر اسی فہرست کو اسی طرح ازسرنو شروع کر کے ختم کیا جائے۔ سیکرٹری مجلس مشاورت کا فرض ہوگا۔ کہ وہ صحابہ کرام کی فہرست [illegible] رکھے۔ (باقی) (خورشید احمد)

کنڑی سندھ میں آباد ہونے کا موقعہ

سندھ میں سلسلہ کی زمینوں کے قریب ایک نیا قصبہ جس کی جلد تر ترقی کے وسیع اور روشن امکانات ہیں کنڑی ہے۔ ایسے دوست جو نجاری۔ آہنگری زرگری یا کسی دوسرے پیشہ سے واقف ہوں۔ یا دکانداری میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور سندھ میں آباد ہونا چاہتے ہوں۔ انہیں کنڑی میں آباد ہونے کے موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہاں پر پیشوں اور تجارتوں میں شہر کے بڑھنے کے ساتھ ضرور خاصی ترقی ہوگی۔ اور اب سے وہاں رہائش اختیار کر لینے والے فائدہ میں رہیں گے۔ یہ دفتر معلومات وغیرہ کے حصول میں دوستوں سے ہر ممکن تعاون کرے گا۔

(خاکسار مشتاق احمد باجوہ وکیل الزراعت)

خریداران الفضل متوجہ ہوں

(۱) پیشگی قیمت آنے پر ہی پرچہ جاری کیا جاتا ہے۔
(۲) قیمت موجود ہو۔ تو پرچہ جاری رکھا جاتا ہے۔
(۳) قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں۔
(۴) وی۔ پی کی انتظار نہ کیا کریں۔ وہ قیمت دیر سے وصول ہوتی ہے۔ اور خرچہ بھی زائد پڑ جاتا ہے۔ (۵) قیمت اخبار سالانہ ۲۴ روپے ہے۔ ششماہی ۱۳ روپیہ۔ سہ ماہی سات روپیہ خطبہ نمبر کی قیمت چھ روپیہ سالانہ ہے۔

(مینیجر)

حکومت کے سینے پر پستول رکھ کر کوئی مطالبہ منوانا نہ صرف غیر آئینی ہے بلکہ حب الوطنی کے بھی منافی ہے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جماعتوں اور فریقوں کے طرزِ عمل کا جائزہ اور ذمہ داری کا تعین

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے پانچویں باب کا ایک حصہ کل شائع ہو چکا ہے ۔ باقی حصہ درج ذیل ہے :۔

جماعتِ اسلامی

جماعت اسلامی کی ذمہ داری کے سوال پر بحث کرنے سے پہلے اس تنظیم کے اغراض ومقاصد اور اس کی کارگذاریوں کے دائرہ کا اجمالی بیان ضروری ہے ۔ جماعتِ اسلامی قیام پاکستان سے پہلے بھی موجود تھی ۔ اس وقت اس کا صدر مقام پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور میں تھا ۔ اس کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ہیں ۔ تقسیم کے زمانے میں مولانا پاکستان چلے آئے اور ۱۹۴۷ء میں جماعتِ اسلامی (پاکستان) کا نیا آئین بنایا ۔ جماعت اسلامی (ہندوستان) ابھی تک اس ملک میں قائم ہے ۔ اور اس کا اپنا آئین ہے ۔

جماعت اسلامی کا نصب العین بالکل سادہ ہے وہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنا چاہتی ہے ۔ دوسرے لفظوں میں اس سے یہ مراد ہے کہ یہ جماعت مذہب و سیاست کے اجتماع سے وہ نظام قائم کرنا چاہتی ہے ۔ جسے وہ اسلام سے تعبیر کرتی ہے ۔ اس نصب العین کی تکمیل کے لئے یہ نہ صرف پروپیگنڈا کا طریق اختیار کرنا چاہتی ہے ۔ بلکہ کہیں آئینی ذرائع سے اور جہاں ہوسکے طاقت کے ذریعہ سے سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ جو حکومت جماعت اسلامی کے تصورات پر مبنی نہ ہو ۔ مثلاً ایسی حکومت جو "قوم" کے تصور پر قائم ہو ۔ مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول "شیطانی حکومت" اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک "کفر" ہے ایسی حکومت میں حصہ لینے والے تمام افراد خواہ وہ نظم ونسق چلائیں خواہ رضاکارانہ طور پر ایسے نظام کی اطاعت کریں ، گنہگار ہیں ۔ جماعت اسی وجہ سے اپنے اعتراف کے مطابق پاکستان کے تصور کے خلاف تھی اور پاکستان کے (جسے وہ "ناپاکستان" کہتی ہے) قائم ہونے کے بعد سے وہ حکومت کے موجودہ نظام اور اسے چلانے والوں کے خلاف ہے ۔

ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ۔ ان میں سے کسی میں بھی مطالبۂ پاکستان کی ذراسی حمایت میں کوئی دور دراز کا بھی اشارہ یا حوالہ نظر نہیں آتا ۔ ان تحریروں میں جو مختلف ممکن معروضات مذکور ہیں ۔ وہ سبھی اس صورت کے مخالف ہیں ۔ جس میں پاکستان وجود میں آیا ۔

اور اس وقت قائم ہے ۔ جماعت اسلامی کے بانی نے ایک فوجی عدالت میں جو بیان دیا ہے ۔ اس کے مطابق جماعت کا نصب العین اور عزم یہ ہے کہ مسلح بغاوت کے سوا ہر طریق پر موجودہ نظام حکومت کو ایسی حکومت سے بدل دے ۔ جو جماعت کے تصورات سے مطابقت رکھتی ہو ۔ جماعت اسلامی کا سربراہ "امیر" کہلاتا ہے ۔ اس جماعت کی رکنیت اگرچہ محدود ہے (جو فی الحال صرف ۹۹۹ افراد پر مشتمل ہے) تاہم اس کی نشر و اشاعت اور پراپیگنڈا کی مشینری بہت وسیع ہے ۔

سیاسی اور معاشرتی پہلو

ہم کہہ چکے ہیں کہ تینوں مطالبات ہمیشہ طور پر مذہب پر مبنی تھے ۔ اس سے نہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے انکار کیا ہے نہ جماعت اسلامی نے ۔ دونوں نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے برطرف کرنے کے حق میں متعدد دلائل پر زور دیا ہے ۔ جن کے بین السطور میں یہ اعتراف نظر آتا ہے کہ مطالبات کا سیاسی اور معاشرتی پہلو بھی تھا ۔ اگر یہ نظریہ درست ہو اور مطالبات کے مذہبی پہلو کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے ۔ تو جماعت کے متعلق یہ معلوم ہونے کی صورت میں کہ اس پر بھی راست اقدام کی ذمہ داری آتی ہے ، اس کا موقف یہ ہو گا کہ جب کوئی ایسا عوامی مطالبہ درپیش ہو جس پر حکومت غور نہ کرے یا اسے منظور نہ کرے ۔ تو تمام آئینی وسائل کو ترک کر کے حکومت کو شہری بغاوت کا الٹی میٹم دیا جاسکتا ہے ۔ ہمارے خیال میں اس موقف کو کوئی ایسی حکومت برداشت نہیں کرسکتی جو سمجھتی ہے کہ وہ محض طاقت سے نہیں بلکہ لوگوں کی رضامندی سے برسر اقتدار ہے ۔ جب کبھی وہ ایسی صورت حال سے دوچار ہو اس کا واضح فرض ہے کہ الٹی میٹم کو مسترد کر دے ۔ اور اس دھمکی سے نبٹنے کے لئے اس پوری طاقت سے کام لے ۔ جو اس کے ہاتھ میں ہے ۔ جماعتِ اسلامی نے مطالبات کے حق میں جو دلائل دیئے ہیں ۔ وہ اگر سیاسی اور معاشرتی امور پر مشتمل تھے تو اس کے سامنے صرف یہ راستہ تھا کہ آئینی تحریک چلا کر دستور ساز اسمبلی کو اپنا ہم خیال بنانے کی سعی کرتی یا انتظار کرے کہ آئندہ انتخابات اسی بناء پر لڑتی ۔ اس وقت ہمارے تمام معاملات ایک عبوری حالت میں ہیں ۔ اور حکومت کے سینے پر پستول رکھ کر اسے یہ کہنا کہ وہ کوئی خاص مطالبہ مان لے یا کوئی مخصوص طریق کار اختیار کرے ۔ ایسا فعل ہے جو نہ صرف آئینی نہیں ۔ بلکہ حب الوطنی کا تقاضا بھی نہیں ۔ یہ طریق کار صرف ایسی جماعت اختیار کرسکتی ہے ۔ جو حکومت کی مشکلات میں اضافہ کی خواہاں ہو ۔ اگر مطالبات کو اس انداز سے پیش نہیں کیا گیا ۔ کہ وہ مذہبی تقاضوں پر مبنی ہیں ۔ تو ان سے نبٹنے میں سخت مشکل پیش نہ آتی ۔ کیونکہ اس صورت میں مطالبات پیش کرنے والی جماعت سے حکومت یہ کہتی کہ وہ اپنا نقطۂ نگاہ مطالبات کے حسن و قبح کی بناء پر ثابت کرے تاکہ ملک کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں کے خلاف مناسب کارروائی کی جاسکے ۔

مذہبی نوعیت

لیکن ان مطالبات میں سے ایک یہ تھا کہ احمدیوں کو تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے ۔ یہ مطالبہ صرف مذہبی نوعیت کا ہو سکتا تھا ۔ کیونکہ جماعت اسلامی کی تعریف کے مطابق کلیدی اسامی اسی کو کہتے ہیں ۔ جس میں پالیسی کی تشکیل کا اختیار ہو ۔ اور ایسی اسامی پر چودھری ظفر اللہ خان کے سوا کوئی احمدی فائز نہیں ہے اسی طرح اگر چودھری ظفر اللہ خاں کی برطرفی کا مطالبہ اس بناء پر کیا جاتا ۔ کہ ان کی سرگرمیاں ملکی مفاد کے منافی ہیں ۔ تو حکومت ان کے احمدی ہونے سے قطع نظر ایسے ٹھوس ثبوت کا مطالبہ کرتی کہ وہ ایسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں جو وزیر اعظم کے علم میں نہیں اور جن سے ملک کو اس قدر نقصان پہنچ رہا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان کو برطرف کرنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ اسلئے فسادات کے سلسلے میں جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا دوسری جماعتوں کی طرح اس نے بھی راست اقدام کو ایسی صورت میں پسند کیا ہے یا نہیں ۔ جب بعض محض مذہبی عقائد سے پیدا ہونے والے مطالبات کو حکومت تسلیم کرنے سے انکار کر دے ۔

ذمہ داری کا سوال

جماعت اسلامی فسادات کی ذمہ داری سے لاتعلقی کا اظہار اس بناء پر کرتی ہے کہ اس نے کبھی راست اقدام کی حمایت یا اس پروگرام کی تائید نہیں کی جو اس اقدام کے تحت مرتب کیا گیا ۔ جماعت اسلامی کے اس موقف کی مجلس عمل احرار اور احمدیوں کی طرف سے نفی ہوتی ہے ۔ اسلئے یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ فسادات کی کوئی ذمہ داری جماعت پر بھی آتی ہے یا نہیں ؟ ایک طرف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور جماعت اسلامی اور دوسری طرف مجلس عمل اور احرار کے بیانوں میں اس نکتہ پر اختلاف کا ذکر اس رپورٹ کے ایک پہلے حصہ میں تفصیل سے آچکا ہے ۔ جماعتِ اسلامی یا مولانا مودودی کو اس سے انکار نہیں کہ راست اقدام کے متعلق قرارداد ۱۸ جنوری کو کراچی کی ایسی کنونشن میں منظور ہوئی جس میں مولانا بذات خود شریک ہوئے اس اجلاس میں پندرہ ارکان پر مشتمل مجلس عمل کی تشکیل کا فیصلہ ہوا ان میں سے آٹھ ارکان کو وہیں متفقہ طور پر نامزد کیا گیا

اختلاف کا آغاز

اس مرحلہ تک جماعت کا مجلس عمل اور احرار سے کوئی اختلاف نہیں تھا ۔ اختلاف اس وقت شروع ہوا جب کنونشن کے چنے ہوئے آٹھ ارکانِ مجلس عمل کا اجلاس اسی روز رات کو ہوا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کا کہنا ہے کہ مولانا کو جو اس وقت کراچی میں موجود تھے ۔ اس اجلاس کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور وہ خود یا انکی جماعت کا کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں ہوئے انکا یہ بھی کہنا ہے کہ جو آٹھ ارکان چنے گئے تھے وہ تمام بھی اس اجلاس میں شامل نہیں ہوئے ۔ نہ انہیں مزید سات ارکان کی نامزدگی کی کوئی اطلاع دی گئی اور نہ یہ سات نئے ارکان رات کے اس اجلاس ہی میں شامل ہوئے جس میں خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ ہوا ۔ ان حالات میں خواجہ صاحب کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ مجلس عمل کا آئینی فیصلہ نہیں تھا ۔ لہٰذا جماعت اسلامی یا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی پر ان واقعات کی ذمہ داری نہیں ۔ جو الٹی میٹم کے بعد رونما ہوئے ۔ اگرچہ شہادت سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور خود مجلس عمل اور احرار نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ کنونشن میں ۱۸ جنوری کو مجلس عمل کے جو ارکان چنے گئے تھے ۔ مجلس کے اس رات کے اجلاس میں وہ سب شامل نہیں ہوئے اور خواجہ ناظم الدین کو الٹی میٹم دینے کا فیصلہ بعد میں اضافہ ہونے والے سات ارکان کو اطلاع یا انکی شرکت کے بغیر کیا گیا ۔ تاہم مجلس عمل کے نمائندے اور احرار کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کا نمائندہ اس اجلاس میں موجود تھا اور الٹی میٹم دینے کے فیصلہ پر چونکہ اس نے بھی صاد کیا اسلئے یہ جماعت کی طرف سے منظوری کے مترادف تھا ۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ان آٹھ ارکان میں سے ہیں جو کنونشن میں چنے

گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہوں پر پکٹنگ کے فیصلے کو مولانا سلطان احمد کی منظوری حاصل تھی

گئے۔ اور احرار کے ایک گواہ سید مظفر علی شمسی کے بیان کے مطابق راست اقدام کے متعلق قراردادیں حافظ کفایت حسین ماسٹر تاج الدین انصاری مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے خود لکھوائی۔ شمسی صاحب نے مزید کہا ہے۔ کنونشن میں اس امر کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ مجلس عمل کے آٹھ نامزد ارکان کا اجلاس آٹھ بجے رات تحریک ختم نبوت کے دفتر میں ہوگا۔ ان کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ اس روز ایک ضیافت میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے مجلس عمل کے رات کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار یہ کہہ کر کیا تھا۔ کہ وہ کسی اہم کام میں مصروف ہیں۔ اس لئے انہوں نے مولانا سلطان احمد امیر جماعت اسلامی کراچی و سندھ سے کہہ دیا ہے۔ اور جماعت کی جانب سے اس اجلاس میں شریک ہوں گے۔ جب اس رات آٹھ بجے تحریک ختم نبوت کے دفتر میں اجلاس ہوا۔ تو مولانا سلطان احمد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی جانب سے شریک ہوئے۔ اور اس بحث میں حصہ لیتے رہے۔ جس میں الٹی میٹم تیار کر کے خواجہ ناظم الدین کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد کا بیان ہے۔ کہ اسی رات جب مجلس عمل کے ارکان کا اجلاس ہوا۔ تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے پیغام بھیجا۔ کہ چونکہ وہ خود کسی اور کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے امیر جماعت اسلامی کراچی مولانا سلطان احمد کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہوں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ جب مزید ارکان کا اضافہ ہوا۔ اور دو افراد چنے گئے۔ جنہیں الٹی میٹم وزیر اعظم تک پہنچانا تھا۔ تو جماعت اسلامی کراچی کے یہ امیر اجلاس میں موجود تھے۔ مولانا ابوالحسنات نے مزید کہا ہے کہ جماعت اسلامی کے اس نمائندے نے مجلس عمل کے اس اجلاس یا اس کے فیصلے کی آئینی حیثیت پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ مولانا سلطان احمد کو شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اس امر سے انکار کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ان کو مجلس عمل کے اجلاس میں بھیجا۔ مولانا مودودی نے اس الزام کی بھی تردید کی ہے۔ کہ کسی ضیافت پر انہوں نے آٹھ ارکان کے اجلاس میں حاضری سے معذوری کا اظہار کیا ہو۔ یا اپنی جانب سے مولانا سلطان احمد کے شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ ان حالات میں ایک طرف مولانا مودودی اور دوسری طرف مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد اور سید مظفر علی شمسی کی شہادتوں میں جو تضاد ہے۔ اس کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا یقیناً ناگوار اور کسی حد تک دشوار ہے۔ کہ کس بیان کو صحیح سمجھا جائے۔ اور چونکہ جماعت اسلامی کی ذمہ داری کا انحصار محض اس پر نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس بارے میں فیصلہ دینے سے احتراز کرتے ہیں۔

دوسرا اختلاف

ایک طرف جماعت اسلامی اور دوسری طرف احرار اور مجلس عمل میں دوسرا اختلاف اس طرز عمل کے بارے میں ہے۔ جو مولانا سلطان احمد نے کراچی میں تحریک ختم نبوت کے دفتر میں ۲۶ فروری کو مجلس عمل کے اجلاس میں اختیار کیا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا بیان ہے۔ کہ ہر چند انہیں اس اجلاس کی اطلاع موصول ہو چکی تھی تاہم وہ خود علیل تھے۔ اور انہوں نے مولانا سلطان احمد کو ٹیلی فون پر بعض ہدایات دی تھیں۔ اس کے بعد ۲۲ فروری ۵۳ء کو انہیں مفصل خط بھی لکھا تھا۔ ٹیلی فون پر اس پیغام اور اس خط کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ اجلاس میں جماعت اسلامی کے اس نظریہ پر زور دیا جائے کہ راست اقدام یا کوئی اور غیر آئینی ذریعہ اختیار نہ کیا جائے۔ اگر یہ تجویز منظور نہ ہو۔ تو مولانا سلطان احمد اعلان کر دیں۔ کہ جماعت اسلامی مجلس عمل کی رکنیت سے مستعفی ہوتی ہے۔ چونکہ مولانا سلطان احمد کو شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ خط انہیں ملا یا نہیں۔ اور انہوں نے مجلس عمل کے اجلاس میں کن خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا سلطان احمد کے نام خط میں مولانا مودودی نے لکھا۔ کہ انہیں کنونشن کے ۱۸ جنوری کے اجلاس کے بعد مجلس عمل کے کسی اجلاس کا علم نہیں اور وہ ان عوامی مظاہروں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو لاہور میں اس غرض سے کئے جا رہے ہیں۔ کہ عوام کے دلوں میں ۲۴ فروری سے ایک جنگ عظیم کے آغاز کی توقع ڈالی جائے۔ مولانا مودودی نے اس خط میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ یہ توقع بندھانے کے بعد جنگ شروع نہ کی گئی تو نتیجہ عوامی مقصد کی شکست و ناکامی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ انہوں نے لکھا تھا۔ کہ جماعت اسلامی اس واضح مفاہمت پر مجلس عمل میں شریک ہوئی ہے۔ کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہر جماعت خود اپنا طریق کار مرتب کرے گی۔ اور مجلس عمل کے حکم کے تحت یا اس کے پروگرام کے مطابق اس طرح عمل نہیں کرے گی۔ کہ اس کی جداگانہ ہستی ختم ہو جائے۔ مولانا مودودی نے مزید لکھا تھا۔ مجلس عمل کی یہ غلطی ہے۔ کہ وہ صرف خواجہ ناظم الدین کے خلاف مظاہرے کرا رہی ہے کیونکہ اس طرح یہ تحریک بنگال کی ہمدردیاں کھو بیٹھے گی۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی برطرفی کے مطالبہ پر زور غلط دیا جا رہا ہے۔ وسیع پیمانے پر کوئی تحریک چلانے کے لئے فضا سازگار نہیں ہے۔ کہ اول تو پڑھے لکھے طبقے کو ابھی تک ان مطالبات کے جواز کا قائل نہیں کیا جا سکا۔ دوسرے پنجاب اور بہاولپور کے سوا پاکستان کی دوسری وحدتوں کو اس تحریک سے ابھی تک دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ مجلس عمل نے اپنے لئے جو راہ منتخب کی ہے۔ اگر اس پر اصرار رہا۔ تو نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ مولانا مودودی نے لکھا تھا۔ کہ مولانا سلطان احمد کو مجلس عمل کے ارکان کے سامنے ان نکات پر زور دینا چاہیئے۔ اور اگر مجلس اس نظریئے کو ناپسند کرے۔ تو وہ اس سے جماعت اسلامی کی بے تعلقی کا اعلان کر دیں۔

مخالف شہادت

اس خط میں مولانا سلطان احمد کو جو ہدایات دی گئی ہیں۔ وہ اگرچہ واضح اور قطعی ہیں۔ تاہم ہمارے سامنے اس امر کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ مجلس میں مولانا مودودی کا نقطہ نگاہ پیش کیا گیا اس کے برعکس ہمارے سامنے مولانا ابوالحسنات محمد احمد اور سید مظفر علی شمسی کی شہادت موجود ہے جس میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ مولانا سلطان احمد نے فیصلہ کو نہ مسترد کیا۔ نہ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس جلسے کے متعلق مولانا ابوالحسنات کی شہادت حسب ذیل ہے:۔

سوال:۔ کیا مولانا سلطان احمد نے مجلس عمل کی کارروائی میں جو حصہ لیا وہ آپ نے دیکھا؟

ج:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کارروائی میں جو قرارداد درج ہے۔ کیا انہوں نے اس سے کوئی اختلاف ظاہر کیا تھا؟

ج:۔ جی نہیں۔ ہر شخص متفق تھا۔

عدالت سے

مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اس اجلاس میں جو فیصلے ہوئے۔ مولانا سلطان احمد نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

سوال:۔ کیا مولانا سلطان احمد نے کہا تھا کہ وہ مولانا مودودی سے ٹیلی فون پر ہدایات پانے کے بعد آئے ہیں۔ اور مولانا نے جس خط کے لکھنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ انہیں اس وقت تک نہیں ملا تھا؟

ج:۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

سوال:۔ کیا مولانا سلطان احمد نے کہا تھا۔ کہ مولانا مودودی سے ہدایات نہ ملنے کے باعث وہ مرتب ہونے والے فیصلے کے متعلق کوئی قطعی موقف اختیار نہیں کر سکتے؟

ج:۔ جی نہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ اس سے قبل مولانا مودودی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ مجلس عمل کے اجلاس میں بذات خود ان کا شریک ہونا ضروری نہیں۔ اور وہ اپنی پسند کے کسی آدمی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج سکتے ہیں۔ مولانا سلطان احمد نے ہرگز نہیں کہا۔ کہ مولانا مودودی کی طرف سے کوئی خط ان کے نام آ رہا ہے۔ جب تک وہ خط پہنچ نہ جائے۔ وہ قراردادوں کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے مولانا سلطان احمد سے پوچھا تھا۔ کہ انہیں ۲۶ مئی کے اجلاس میں جماعت اسلامی کی نمائندگی کا پورا اختیار ہے۔ انہوں نے اس کا جواب غیر مشروط اثبات میں دیا ہے

س:۔ مولانا مودودی نے آپ سے یہ کب کہا تھا کہ وہ جماعت کی طرف سے پورے اختیارات رکھنے والا نمائندہ بھیجیں گے؟

ج:۔ میں نہ اس کی تاریخ بتا سکتا ہوں اور نہ مہینہ

اس شہادت کی تائید سید مظفر علی شمسی کے بیان اور دستاویز ڈی۔ ای ۳۳۶ سے ہوتی ہے۔ جو مجلس عمل کی کارروائی کا ریکارڈ ہے۔ اور جس پر خود مولانا سلطان احمد کے دستخط ثبت ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس دستاویز میں ارکان کے دستخط کارروائی کے ریکارڈ سے اوپر ثبت ہیں۔ لیکن مولانا ابوالحسنات کی شہادت اس بات میں قطعی اور واضح ہے۔ کہ دستاویز اس اجلاس کی کارروائی اور ان فیصلوں کا صحیح ریکارڈ ہے۔ جن سے مولانا سلطان احمد متفق تھے۔ اس لئے ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی تذبذب نہیں۔ کہ ۲۷ فروری کی صبح سے گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہوں پر پکٹنگ کے فیصلے کو مولانا سلطان احمد کی منظوری حاصل تھی۔ تاہم یہ فیصلہ مولانا مودودی کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا۔ کہ انہوں نے مولانا سلطان احمد کو اس کارروائی سے بے تعلق رہنے کی ہدایت کی تھی۔ اور ان کی رہنمائی کے لئے اپنے خط دستاویز ڈی ای ۶۶ میں ہدایات بھیجی تھیں۔

اس مرحلہ پر ہم ۱۶ سے ۱۸ جنوری اور ۲۶ فروری کو کنونشن کے کراچی میں ہونے والے اجلاسوں کی کارروائی کے متعلق جماعت اسلامی کے بیان کا ذکر بھی کرنا چاہتے ہیں۔ جماعت اس مجلس عمل کی رکن تھی۔ جو آل مسلم پارٹیز کنونشن نے ۱۳ جولائی کو لاہور میں بنائی تھی۔ مجلس عمل میں مولانا امین احسن اصلاحی اور ملک

۱۶ سے ۱۸ جنوری تک کراچی میں جو کنونشن ہوئی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اسمیں شامل ہوئے

عمر اللہ خان عزیز جماعت اسلامی کے نمائندے تھے بعد میں اصلاحی کی جگہ میاں طفیل محمد نمائندہ بنے۔ مجلس عمل کا ایک اجلاس نومبر کے اواخر میں ہوا۔ اس میں ملک نصر اللہ خان عزیز اور میاں طفیل محمد شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں صاحبزادہ فیض الحسن نے سول نافرمانی کی تجویز پر مشتمل ایک قرارداد پیش کی جو واپس لے لی گئی۔ اور اس کی بجائے کراچی میں کنونشن طلب کرنے کے لئے شیخ حسام الدین کی قرارداد منظور ہوئی۔ اس فیصلے کے مطابق ۱۶ سے ۱۸ جنوری تک کراچی میں کنونشن ہوئی جس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی شامل ہوئے۔ اس کے بعد مجلس عمل پنجاب کا ایک اجلاس وسط فروری میں لاہور میں ہوا جس میں مولانا نصر اللہ خان عزیز نے مولانا مودودی کا ایک خط پڑھا جس میں لکھا تھا کہ مجلس عمل پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ غیر آئینی ہے کیونکہ کراچی کی ۱۸ جنوری کی کنونشن میں راست اقدام کی نوعیت متعین نہیں کی گئی تھی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی مجلس عمل کا اجلاس طلب کیا جائے۔ اس طلبی کے باعث ۲۶ فروری کا اجلاس منعقد ہوا۔ جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے۔ اس میں مولانا سلطان احمد مولانا مودودی کی جانب سے یہ ہدایات لیکر شامل ہوئے کہ مجلس عمل کوئی جاہلانہ اور غیر دانشمندانہ عمل کرے تو وہ اس سے اپنی اور جماعت اسلامی کی بے تعلقی کا اعلان کر دیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ۲۴ جنوری کو کراچی سے لاہور آئے۔ اور موچی دروازے کے باہر ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر کا خلاصہ سی آئی ڈی رپورٹ کے ابتدائی حصے میں آ چکا ہے۔

۱۸ فروری ۱۹۵۳ء کو میاں طفیل محمد قیم جماعت کے ارکان اور "متفقین" کے نام ہدایات جاری کیں۔ کہ مجلس عمل کی تشکیل آل پارٹیز مسلم کنونشن نے کی ہے۔ اور اس میں جو تنظیمیں شامل ہوئی ہیں انہوں نے اپنی جداگانہ ہستی اس میں مدغم نہیں کی۔ اس لئے جماعت اسلامی کے رکن یا "متفق" کو مجلس عمل کے کہنے پر کسی حلف یا اعلان پر دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ بات جماعت کے نظم و ضبط کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی رکن کسی اور جماعت کے احکام کی متابعت کرے۔ اس کے علاوہ کسی پروگرام پر عمل نہ کیا جائے۔ جب تک مرکزی مجلس عمل کا اجلاس جو عنقریب ہونے والا ہے۔ اس کے حق میں فیصلہ نہ کرے۔ اور احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کی جدوجہد میں کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جو نتائج کے سبب مانع آئینی ہو۔ یا جس سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو۔

تھانیداروں کی سی ذہنیت

جب کراچی میں ۲۷ فروری کو گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو ایک بیان جاری کیا جس میں ان گرفتاریوں کی مذمت کی گئی۔ اور حکومت کی طرف سے بھی ایک اعلامیہ جاری ہوا جس میں اس اقدام کو جائز ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی۔ مولانا نے اس بیان میں کہا۔ کہ حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن میں سے کسی کی ذہنیت بھی تھانیداروں کی ذہنیت سے زیادہ نہیں۔ اور گرفتاریاں ان لوگوں نے کی ہیں۔ جن میں کوئی عقل یا شعور نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ حکومت کے لئے صحیح طریقہ یہ تھا کہ یا تو اعلان کرتی کہ مطالبات جائز نہیں ہیں۔ یا وہ مستعفی ہو جاتی مطالبات اس طریقے سے دبائے نہیں جا سکتے۔ جو حکومت نے اختیار کئے ہیں۔ سرکاری اعلامیہ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ احرار نے جو پاکستان کے دشمن ہیں یہ مطالبات پیش کیا ہے۔ یہ سب مطالبات مسلمانوں کے متفقہ مطالبات ہیں۔ البتہ ان مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے۔ ان کے بارے جماعت اور دوسروں کے درمیان اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔

۲ مارچ ۱۹۵۳ء کے "تسنیم" نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں مولانا مودودی کے سرکاری اعلامیہ سے متعلق ۲۸ فروری والے بیان کے کچھ حصے کو دہرایا مولانا مودودی نے اپنے بیان میں حکومت کو جو تین راستے بتائے تھے ان کو بھی دہرایا گیا۔ اسی اخبار نے ۳ مارچ کو اس موضوع کے متعلق ایک اور مضمون چھاپا جس میں عام جلسوں میں تقریروں کے دوران میں بعض تاجروں، افسروں اور ہوٹلوں پر غنڈہ گردی اور اعلیٰ سرکاری افسروں کے جنازے نکالنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اگرچہ مضمون میں ان سب چیزوں کی مذمت کی گئی تھی لیکن اس میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ خود [illegible] نے اس چیز کو مسلم لیگ سے حاصل کیا [illegible] جب اس نے ملک خضر حیات خان ٹوانہ کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ اس اخبار نے لکھا کہ اس قسم کا رویہ [illegible] زہر قاتل ثابت ہوگا جس کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں

۴ مارچ کو پھر اسی اخبار نے میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی کا ایک بیان شائع کیا جس میں کہا گیا تھا کہ ان کو جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے مطابق مولانا مودودی کے گھر اور "تسنیم" کے دفتر پر پکٹنگ کی جا رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ تحریک غیر ذمہ دار لوگوں کے ہاتھ میں جا رہی ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس پکٹنگ کی تجویز پیش کی ہے یہ نہیں جانتے کہ مجلس عمل کو ختم کرنے سے پہلے جماعت اسلامی نے تحریک کے ذمہ دار لیڈروں کے مشورے سے ایک خفیہ کی ذمہ داری اٹھائی تھی جسے وہ بدستور ادا کرتی رہے گی۔ بیان میں مزید کہا گیا۔ کہ مولانا اختر علی خان نے اپنی تقریر میں جماعت اسلامی پر حملہ کیا ہے۔ جس کا مولانا مودودی کے پاس جواب تھا۔ ان لوگوں کو برا بھلا کہنا عقلمندی نہیں جو مشترک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے ساتھ تھے عوام کو جھوٹی افواہوں اور ایسے ناسمجھ دوستوں کے کردار سے جو مشترک مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہوں۔ متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔

۵ مارچ کے "تسنیم" میں اشاعت پذیر رپورٹ کے حوالے سے ایک خبر شائع کی گئی ہے۔ کہ وہ جماعت اسلامی کے ذمہ دار ارکان سے جماعت کی پوزیشن کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ملا ہے۔ اور ان میں سے ایک ایسے شخص نے جو جماعت کی طرف سے کچھ کہہ سکتا تھا۔ بتایا کہ جماعت کی پوزیشن کی وضاحت ۴ مارچ کے "تسنیم" میں چھپ چکی ہے۔ اور مولانا محمد یوسف جن کو مولانا اختر علی خان کے ساتھ گرفتار کر کے ایک روز پہلے رہا کر دیا گیا ایسی حرکات کر رہے ہیں جو مشترک مقصد کے منافی ہیں۔ اس خبر میں کہا گیا تھا۔ کہ عوام کو غیر ذمہ دار افراد کی طرف سے پھیلائی ہوئی افواہوں کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ اور انہیں جماعت کو وہ کام کرنے دینا چاہیئے۔ جو اس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

قادیانی مسئلہ

قادیانی مسئلہ چالیس صفحات کا ایک کتابچہ تھا جس میں مولانا مودودی کی اس رائے کے تفصیلی اسباب بیان کئے گئے تھے۔ کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ کتابچہ ۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو شائع کیا گیا تھا۔ اس میں احمدیہ لٹریچر سے متعدد حوالے پیش کئے گئے تھے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ پاکستان کی تمام مذہبی تنظیموں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ مسلم سوسائٹی سے اس ناسور (احمدیت) کو کاٹ دیا جائے۔ اور چوہدری ظفر اللہ خان کو ان کے عہدے سے برطرف کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ اس ناسور کی جڑوں کو بیرونی ممالک میں جن میں بلاد اسلامیہ بھی شامل ہیں پھیلا رہے ہیں۔ کتابچے کے آخر میں ایک ضمنی ریمارک تھا جس میں کہا گیا تھا [illegible] سے متعلق عام آدمی جس قسم کے مظاہروں کی تجویز پیش کر رہے ہیں وہ نامناسب ہیں اور سنجیدہ اور پڑھے لکھے لوگ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے۔ لیکن اس ریمارک کے فوراً ہی بعد یہ لکھا گیا۔ کہ عوام نے ایسے مظاہرے ملک خضر حیات خان ٹوانہ کی وزارت کو توڑنے کے لئے مسلم لیگ کی تحریک سے سیکھے ہیں۔ یہ طریقے "ملا" کی اختراع نہیں ہیں۔

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے اسی روز ایک قرارداد منظور کی جس میں مسلمانوں کے متفقہ مطالبات کو منظور کرانے کے لئے موزوں اقدام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ [illegible] کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اسے صحیح خطوط پر چلانے کو بھی کہا گیا تھا اور یہ بھی کہ عوام کا مطالبہ حق بجانب ہے۔ اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کرنے یا اسے نظر انداز کر دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عوام میں بے اطمینانی اور غم و غصہ کی لہر پیدا ہو جائے گی۔ ایسے معاملات میں بے رخی عوام کو ہمیشہ غیر آئینی راہوں پر ڈال دیتی ہے۔ حکومت کے لئے ان مطالبات کو طاقت سے دبانا اور اس طرح ان کے مشتعل ہو جانے پر پولیس اور فوج کو ان کے خلاف استعمال کرنا غلط ہے۔ اس پالیسی کا نتیجہ لازماً خانہ جنگی کی صورت میں نکلتا ہے۔

مجلس شوریٰ کی اس قرارداد میں مولانا مودودی کی اس تقریر کا خلاصہ بھی درج کیا گیا تھا۔ جو اس روز انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں کی تھی۔ اس تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ مولانا نے واضح کر دیا تھا کہ عوامی مطالبات مسترد کر دینے کے بعد حکومت کے لئے امن کی اپیل کرنا بے سود ہے۔ اگر حکومت عوامی مطالبات کو طاقت سے دبانے پر تلی ہوئی ہے تو ایسی اپیل کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ لیکن حکومت اگر صورت حال کو خطرناک ہونے سے بچانا چاہتی ہے تو اسے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنا چاہیئے اور مطالبات کو بزور مسترد کرنے کی کوشش ترک کر کے عوامی نمائندوں سے گفت و شنید شروع کر دینی چاہیئے۔ جب تک دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے اصول پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ بدنظمی اور خونریزی کے واقعات ہوتے رہیں گے۔ حکومت کو اگر ان مطالبات کے متفقہ ہونے کے بارے میں کسی قسم کا شک ہے۔ تو اس کا یقین حاصل کرنے کا کوئی طریقہ تجویز کرنا خود اس کا کام ہے۔ اگر پورے امتحان کے بعد یہ مطالبات ثابت ہوں۔ لیکن حکومت انہیں پھر بھی تسلیم نہ کرے تو عوام کے لئے کوئی اور راہ عمل تجویز ہو جاتی [illegible]

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

جماعت اسلامی ان قدرتی نتائج کی ذمہ دار ہے جو ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ اور اسکے پروگرام سے پیدا ہوئے

راست اقدام کی غلطی

اس قرارداد میں فسادات پر جماعت اسلامی کی رائے بھی ظاہر کی گئی تھی۔ اور کہا گیا تھا۔ کہ راست اقدام کی قرارداد کے بعد امیر جماعت اسلامی نے تحریک چلانے والوں کی توجہ بار بار ان دو باتوں کی طرف مبذول کرائی تھی کہ (۱) مسئلہ صرف پنجاب تک محدود ہے (۲) پنجاب میں بھی پڑھا لکھا طبقہ امر کی مذہبی، معاشرتی اور سیاسی پیچیدگیوں کا احساس نہیں رکھتا۔ لیکن مجلس عمل نے ان دونوں پہلوؤں کا جائزہ لئے بغیر راست اقدام شروع کر دیا ہے۔ اس راست اقدام میں ایسے حادثات اور ہنگامے رونما ہوئے ہیں۔ جن سے اخلاق کے اسلامی تصورات پر حرف آتا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ ایک مقدس مقصد کی توہین و تذلیل ہو گی۔ قرارداد میں جماعت اسلامی کی طرف سے تحریک کے مقاصد کی حمایت پر زور دیا گیا تھا۔ لیکن یہ واضح کیا گیا تھا۔ کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے جو طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جماعت ان کی تائید کر کے اپنے اصول کو قربان نہیں کر سکتی اس ضمن میں قرارداد میں جماعت کی حسب ذیل تین ذمہ داریاں گنائی گئیں (۱) مطالبات منظور کرانے کے لئے مؤثر وسائل اختیار کرنا۔ (۲) تحریک کو حتی الامکان پر امن راہ پر چلانا اور شرافت کی حدود میں رکھنا (۳) تمام صحیح الخیال افراد کو اس ضرورت کا احساس دلانا کہ ملک کے امن اور سالمیت کے لئے جو سخت گیری خطرہ بن رہی ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے ذرائع سوچنا۔

"تسنیم" کی اسی اشاعت میں مولانا ابوالاعلےٰ مودودی کا ایک اور بیان بھی شائع ہوا۔ جس میں ان دو تاروں کا ذکر کیا گیا تھا۔ جو انہوں نے وزیراعظم پاکستان کے نام بھیجے ساتھ ہی وہ تقریر بھی شائع کی گئی۔ جو انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں کی تھی۔ اور جس میں ساری صورت حال کی توضیح کے بعد حکومت کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عوام کے خلاف پولیس اور فوج کا استعمال ترک کر دے۔ اور مطالبات کی معقولیت کو جانچنے کی غرض سے گفت و شنید شروع کرے مولانا مودودی کے اس بیان میں حکومت کی نشری اپیل پر حیرت کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ اس نے عوام سے محض نظم و ضبط برقرار رکھنے کی اپیل کی ہے۔ لیکن مطالبات پر غور کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ مولانا مودودی نے حکومت نے اپنے سر کوئی الزام نہیں لیا۔ اور سارا الزام والوں کو دیا ہے۔

مسلّمہ حقائق

جماعت اسلامی اور اس کے بانی کی سرگرمیوں کے اس تفصیلی جائزہ کے بعد ہم ذیل میں وہ حقائق درج کرتے ہیں۔ جنہیں یا تو جماعت نے تسلیم کر لیا ہے۔ یا جو اس کے خلاف ثابت ہو گئے ہیں۔

(۱) جماعت اسلامی پنجاب مجلس عمل کی ایک فریق تھی

(۲) جماعت اسلامی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی تشکیل کردہ مجلس عمل کی ایک فریق تھی، جس نے ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں "ڈائرکٹ ایکشن" کی قرارداد منظور کی۔

(۳) مولانا سلطان احمد نے جو ۲۷ فروری کو کراچی میں مجلس عمل کے اجلاس میں شریک تھے۔ مجلس عمل کی سرگرمیوں سے اور گورنر جنرل اور وزیراعظم کے مکانات پر رضاکار بھیجنے کے لائحہ عمل سے لاتعلقی اختیار نہ کی۔ جس کا ان کی موجودگی میں فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے خلاف ان کی طرف سے کوئی احتجاج بھی نہ ہوا۔

(۴) کراچی اور لاہور کی مجالس عمل کے جلسوں میں شروع سے آخر تک جماعت اسلامی کا کوئی نہ کوئی نمائندہ شریک ہوتا رہا۔

(۵) جس روز راست اقدام کی قرارداد منظور کی گئی اور جب فسادات پوری شدت پر تھے اس دوران میں کبھی جماعت اسلامی نے اساسات کا کھلم کھلا اعلان نہیں کیا کہ وہ "راست اقدام" کی فریق نہیں ہے۔ اور مجلس عمل کے پروگرام کی تعمیل میں جو سرگرمیاں جاری ہیں۔ وہ ان سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔

(۶) مولانا مودودی نے ۵ مارچ کو گورنمنٹ ہاؤس میں جو تقریر کی اس میں انہوں نے کہا۔ شہادت کی بنا پر اسے مسترد کرنے یا اس پر شک کرنے کی ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی اکہ عوام اور حکومت میں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ جب تک حکومت طاقت کا استعمال ترک نہیں کرے گی۔ اور عوام کے نمائندوں سے بات چیت شروع نہیں کرے گی۔ اس وقت تک اس کی اپیل کرنے کا کوئی موقع نہیں

(۷) جماعت اسلامی نے اپنی ۱۵ مارچ کی قرارداد میں اسی نقطہ نظر کا اعادہ کیا جو اس دن گورنمنٹ ہاؤس میں مولانا ابوالاعلےٰ مودودی نے پیش کیا تھا۔

جماعت کو خوب معلوم تھا کہ "ڈائرکٹ ایکشن" کے پروگرام سے بڑی سخت گڑبڑ ہو گی یہ بات مولانا مودودی کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ جنہوں نے "تسنیم" میں شائع ہونے والی اپنی تقریر میں اور ۳۰ جنوری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں موچی دروازہ کے باہر کی تقریر میں ہندو مسلم فسادات کا ذکر کرتے ہوئے اس کے متعلق "جنگ" کا لفظ استعمال کیا تھا۔

محض داخلی اختلافات

"تسنیم میں جو کچھ شائع ہوا یا جماعت اسلامی کی طرف سے جو ہدایات ۵ مارچ سے قبل جاری ہوتی رہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جس سے مترشح ہو کہ ڈائرکٹ ایکشن کو جماعت اسلامی کی تائید یا منظوری حاصل نہیں ہے۔ اس کے برعکس ان تحریروں میں اس حقیقت کے در پردہ اعترافات موجود ہیں۔ کہ جماعت اسلامی نے اس معاملے میں کچھ ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ اور اس سے وہ اپنی استطاعت و اہلیت کے مطابق عہدہ برآ ہو گی۔ یہ چیز حافظ خادم حسین کی اس شہادت کی تصدیق کرتی ہے کہ جماعت اسلامی اور دوسری پارٹیوں کے مابین تقسیم کار کا باقاعدہ انتظام تھا۔ اس انتظام کا ثبوت مولانا امین احسن اصلاحی کے اس بیان میں تھا ہے۔ کہ جماعت اسلامی کا پروگرام تقریریں کرنا۔ اور اس موضوع پر تحریریں شائع کرنا تھا۔ ہمارا خیال ہے کہ اس بارے میں مولانا ابوالاعلےٰ مودودی کا بیان درست ہے۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کی تفصیلات کے متعلق جماعت اسلامی اور دوسری جماعتوں میں اختلاف تھا۔ اور جماعت اسلامی آئینی ذرائع اختیار کرنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ بات درست تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ حقیقت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ کہ یہ مجلس عمل کے ارکان کے مابین ایک داخلی اختلاف تھا۔ اور جماعت اسلامی ڈائرکٹ ایکشن کے جس فیصلہ کی اس سنجیدگی سے ہم نوا تھی اس کے بارے میں جماعت کی ذمہ داری پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

بے شک جماعت اگر کھلم کھلا اور غیر مبہم الفاظ میں ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتی۔ تو وہ بعد میں ہونے والے واقعات کی ذمہ دار نہ ہوتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈائرکٹ ایکشن سے ایسی بے تعلقی یا اس کی مذمت یا نامنظوری کی کوئی شہادت نہیں۔ جلوس جس انداز سے نکل رہے تھے۔ نقل و حرکت ... نکالے ... رہے تھے۔ اور جلسوں میں جو نعرے بلند کئے جا رہے تھے۔ محض ان کی مذمت کا مطلب یہ نہیں کہ جماعت ڈائرکٹ ایکشن یا ان اقدامات کی نامنظوری کرتی تھی جو ۲۷ فروری کے اجلاس میں ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلہ کے بعد عمل میں آئے۔

عدم تعاون

جماعت اسلامی کی ذمہ داری اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسکے راہنما مولانا ابوالاعلےٰ مودودی نے حکومت کی ان مساعی سے تعاون نہ کیا۔ جو وہ مایوسی کے عالم میں ۵ مارچ کو فسادات ختم کرنے کیلئے کر رہی تھی۔ اسکے برعکس مولانا نے سرکشی کا موقف اختیار کیا۔ سارے واقعات کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا اور فسادی عناصر کو تشدد کا شکار قرار دیکر ان سے ہمدردی پیدا کرنیکی کوشش کی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں انہوں نے جو موقف اختیار کیا۔ اس سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ سمجھ رہے تھے حکومت کی ساری مشینری ٹوٹ کر گر پڑے گی۔ وہ حکومت کی متوقع ناکامی اور سپر اندازی پر در پردہ مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ جب ان تمام باتوں کو حصول اقتدار کے لئے جماعت اسلامی کے مسلمہ نصب العین کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے اور یہ نصب العین جماعت کے نزدیک اللہ کی حاکمیت میں مذہبی نظام حکومت قائم کرنے کا مؤثر ترین طریقہ ہے) تو اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ جو واقعات رونما ہو رہے تھے۔ انہیں جماعت کی پوری منظوری حاصل تھی۔ اسلئے جماعت اسلامی ان قدرتی نتائج کی ذمہ دار ہے۔ جو ڈائرکٹ ایکشن کے فیصلے سے اور اس پروگرام سے پیدا ہوئے جو مجلس عمل نے ۲۷ فروری کو کراچی میں طے کیا۔ اور جس کے مطابق گورنر جنرل اور

قرارداد

دی آل پاک پنجاب سائیکل امپورٹرز اینڈ ڈیلرز ایسوسی ایشن لاہور نے اپنی جنرل میٹنگ میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی ہے۔ اور اسکی نقول ملک کے تمام ذمہ دار افراد کو ارسال کی ہیں

ایسوسی ایشن ہذا اس سب اسلامی ملکوں سے بڑی اسلامی مملکت میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و بلندی کے اظہار کے لئے اہل ملک سے یہ اپیل کرتی ہے کہ جب کہیں "خدا" یا "اللہ" جل شانہ کا نام نامی آئے تو ساتھ "تعالےٰ" ضرور بڑھایا جائے۔

پارلیمنٹ کے ممبر صاحبان "سلم اللہ تعالےٰ" کی بلندی و بزرگی کے اظہار کی منادی کر کے اسے اپنا استعار بنا کر تمام اسلامی دنیا کے سامنے ایک پاک مثال پیش کریں۔

سکرٹری:۔ دی آل پاک پنجاب سائیکل امپورٹرز اینڈ ڈیلرز ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ)
نیلہ گنبد لاہور